لیبیا میں سرقہ وحرابہ کے حدود

از مولانا حبیب ریحان ندوی لکچرار اسلامی انسٹی ٹیوٹ ۔ البیضاء (لیبیا)

لیبیا شریعت کے احیا کے لئے ایک زرخیز سرزمین

لیبیا ایک ایسا عربی اسلامی ملک ہے جہاں اسلامی اقدار کا تحفظ بحمداللہ بڑی حد تک محفوظ ہے، اور لوگوں میں اسلام سے محبت پائی جاتی ہے، اور مسموم نظریات اور آراء گو سامراجی سازشوں سے عالم اسلامی کے تمام نوجوانوں اور تعلیم یافتہ حضرات میں کسی نہ کسی شکل اور مقدار میں پائے جاتے ہیں، لیکن یہاں ان کی مقدار بہت کم ہے، اور اسلامی شریعت کے تجربہ کے لئے یہ بڑی زرخیز زمین ثابت ہوسکتی ہے، یہاں کے معاشرہ میں فطری خوبیاں بہت ہیں، روزوں کا اہتمام یہاں کا خاص شعار ہے، لوگوں میں سادگی ہے، چوری کی وارداتیں بہت کم ہیں، قتل وغارت، فساد اور ہنگامے شاذ ونادر ہی واقع ہوتے ہیں، الغرض دلوں میں اسلامی وقار قائم ہے اور شریعت اسلامیہ کو ملک کا قانون بنانے کی مانگ یہاں کے صالح عوام کی فطری و دینی مانگ بھی تھی، جسے لیبیا کی انقلابی حکومت نے پورا کیا، اور پہلے دن سے شریعت اسلامیہ کے مطابق قانون بنانے کی جو خوشخبری دی تھی اس کو عملی جامہ پہنانے کی کوششیں شروع کردیں اور شریعت اسلامیہ کو تمام قوانین لیبیہ کا اصلی ماخذ بنانے کی تاریخی قرارداد نکالی، شراب بندی کا قانون نکالا، زکوٰۃ کے اجراء کا قانون نافذ کیا، صندوق الجہاد کھولا، جمعیۃ الدعوۃ الاسلامیہ کھولی، شریعت اسلامیہ کی کانفرنس بلائی، علمائے شریعت وقانون کو سرعت کے ساتھ مکمل شرعی قوانین بنانے میں

مصروف ہیں، اور اگر مکمل اسلامی قانون بلا کسی رکاوٹ اور تعویق کے انشاء اللہ نافذ ہوگیا تو یہ لیبیا کے لئے افتخار و اعزاز کی بات ہوگی خدائے پاک پر یا اسلام پر کوئی احسان نہیں ہوگا، کیونکہ یہ تو بہت بڑے شرف اور شکر کا مقام ہے کہ کسی فرد یا ملک کی قسمت میں یہ سعادت آئے کہ وہ اسلامی شریعت کا احیاء کرے اور اپنے فطری عمل کو شروع کرے۔

لیبین قیادت کا کارنامہ ۴ رمضان المبارک ۱۳۹۲ھ مطابق ۱۱ راکتوبر ۱۹۷۲ء کو لیبین انقلابی کونسل نے سرقہ اور حرابہ کی اسلامی حدود کا قانون نکالا ہے جو شریعت اسلامیہ سے ماخوذ ہے، اس وقت اسلامی قانون کی تطبیق کی جو کوششیں لیبیا میں ہو رہی ہیں ان میں سب سے زیادہ مومنانہ اور جرأت مندانہ اقدام کہا جاسکتا ہے، اس پر عالم اسلامی لیبیا کو مبارکباد دینے میں جس قدر بھی فیاضی اور مبالغہ سے کام لے صحیح ہے۔

سرقہ اور حرابہ دو اسلامی حدیں ہیں، سرقہ چوری کو کہتے ہیں، اور حرابہ سینہ زوری کو، یعنی حرابہ کے اندر ڈکیتی، قافلہ لوٹنا، راستہ روکنا اور قتل و غارت سب آجاتا ہے، فقہی اصطلاح میں حرابہ کو قطع طریق اور سرقہ کبری بھی کہتے ہیں، ان دونوں حدود کی تعریف، شرعی کیفیت اور تفصیل انشاء اللہ راقم بعد کو پیش کرنے کی سعادت حاصل کرے گا، راقم ایک تفصیلی مضمون لکھ رہا ہے جس کا عنوان ہے "سرقہ اور حرابہ کی حد اسلامی شریعت کی روشنی میں" جس میں حدود الٰہیہ کی حکمت، حدود کا مفہوم، تعریفات، پھر سرقہ اور حرابہ کی مکمل تفصیل قرآن وسنت، مذاہب فقہ اور علمائے امت کے اقوال کی روشنی میں کرے گا۔

یہ کام تفصیل طلب ہے اور اس کے لئے کچھ وقت بھی ابھی درکار ہے، اس لئے وقت کی ضرورت اور تقاضہ کے پیش نظر تاخیر کے بغیر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت لیبیا میں سرقہ اور حرابہ کا جو قانون نکلا ہے اس کا ترجمہ قارئین کے لئے پیش کروں، قانونی الفاظ اور فقہی عبارتوں میں ترجمہ کے لئے انتہائی تفصیل درکار ہوتی ہے، راقم نے علمی امانت کی وجہ سے ترجمہ حتی الامکان لفظی کیا ہے لیکن جہاں مختصر تشریح کی ضرورت پڑی ہے اسے قوسین (بریکٹ) میں بیان کیا گیا ہے۔

یہ متن کے الفاظ نہیں بلکہ میرے الفاظ ہیں، بعض جگہ حاشیہ میں تفصیل بیان کی گئی ہے، لیکن یہ سب تفصیلات و تشریحات انتہائی مختصر اور لابدی ہیں، یہ قانون علماء و مفکرین قانون کی کوششوں کا نتیجہ ہے، امام مالک کے اقوال کو اصولی طور پر اپنایا گیا ہے کہ شمال افریقہ میں مالکی ہی رہتے ہیں لیکن کلی طور پر فقہ کے مذاہب اربعہ کی پوری مدد لی گئی ہے، معدودے چند احکام دوسرے فقہاء اور علماء سے بھی اخذ کئے گئے ہیں جو مذاہب اربعہ میں سے نہیں ہیں، ان کی مکمل تفصیل اور ان پر مکمل تبصرہ بعد کو کروں گا، یہ تفصیلی مقالہ اس طرح ہوگا۔

۱۔ سب سے پہلے قانون سرقہ و حرابہ کا ترجمہ۔

۲۔ پھر آئندہ مذکرہ توضیحیہ (یعنی حکومت کی نکالی ہوئی قانون سے متعلق توضیحی یادداشت یا رپورٹ) کا ترجمہ، اس یادداشت میں قانون سے متعلق بہت سی تفصیلات و توضیحات بیان کی گئی ہیں، اور بعض احکام جن میں فقہی مذاہب کے سوا کسی دوسرے عالم کی رائے لی گئی ہے ان کے ماخذ اور تاویلات بتائی گئی ہیں۔

۳۔ توضیحی یادداشت کے بعد جو مسائل توضیح طلب رہ گئے ہیں ان کی توضیح اور فقہی اختلافات وغیرہ کی تفصیل، اس کا عنوان یوں رکھا جا سکے گا "سرقہ و حرابہ شریعت اسلامیہ کی روشنی میں۔"

اب آئیے قانون کا ترجمہ پڑھئے:

قانون سرقہ و حرابہ کا ترجمہ

"عوام کے نام سے، انقلابی کونسل کی طرف سے"[1]

---

(۱) قانون کے شروع میں "عوام کے نام سے" کی عبارت دیکھکر یہ شبہ نہ ہو کہ اس سے مراد یہ ہے کہ "اللہ کے نام سے نہیں" جیسا کہ عام طور پر لادینی اور وضعی قوانین کا شعار ہے کہ وہ انسانوں کی سیادت اور تفضیل پر قائم ہوتے ہیں، بلکہ صرف اس امر کا اظہار ہے کہ "عوام کے نمائندوں کی حیثیت سے" (بقیہ ۳ پر)

شریعت اسلامیہ کے احکام کی تابعداری میں، اور جمہوریہ عربیہ لیبیا کے مسلمان عرب عوام کی رغبات و خواہشات کو پورا کرنے کی غرض سے،

اور اس بات کی تاکید کرنے کے لئے جو جمہوریات عربیہ (لیبیا، مصر اور سوریا) کے دستور کا فیصلہ ہے،

اور انقلابی کونسل کے دستوری اعلان نمبر مجریہ ۲ر شوال ۱۳۸۹ھ مطابق ۱۱ر دسمبر ۱۹۶۹ء

(بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ) اور "عوام کی مرضی کے مطابق جو شریعت پر چلنے کے لئے بے چین ہیں" یہ قانون نکالا جاتا ہے، کیونکہ لیبیا عوامی جمہوری حکومت ہے، شخصی بادشاہت نہیں، اس مفہوم کی وجہ یہ ہے کہ مقنن نے ایک سطر بعد لکھا ہے کہ "شریعت مطہرہ کے احکام کی تابعداری میں" اور یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ شریعت اسلامیہ کی تابعداری خدا کی مرضی اور نام کے بغیر ممکن نہیں کہ خدا ہی شریعت کو نازل کرنے والے ہیں، اور لیبیا ایک ایسا اسلامی ملک ہے جہاں سارے قوانین کتاب و سنت اور اقدار اسلامی کی روشنی میں بنائے جا رہے ہیں، اس لئے ایک فیصد بھی لادینی قوانین کی اتباع کا شبہ اس جملہ میں نہیں ہو سکتا۔

در اصل یہ حقیقت ہے کہ اسلام میں حاکم یا حکومت جس طرح خدا کے سامنے جواب دہ ہے اسی طرح مخلوق خدا اور عوام کے سامنے بھی اپنے ہر استنباطی اور اجتہادی عمل میں جواب دہ ہے، اس لئے عوام کی طرف سے انتخاب، ان کی نمائندگی، ان کی مرضی اور مشورہ شرعاً واجب ہے اور انہیں کی رعایت سے یہ جملہ لکھا گیا ہے، یعنی کسی فرد واحد، مطلق العنان بادشاہ یا ظالم و جابر حاکم کی اپنی ذاتی خواہش، من مانی اور شخصی تکبر پر اس قانون کی بنیاد نہیں ڈالی جا رہی بلکہ شریعت کے احکام کی رو سے اور لیبیا کے مسلم عوام کی خواہشات کو پورا کرنے کی غرض سے ان کے نمائندوں کی طرف سے یہ احکام صادر کیے جا رہے ہیں۔ اس لئے مقنن کے ضمیر میں اور قانون کے ہر ہر جملہ میں، شریعت کی اتباع اور حدود جیسے قوانین کے نفاذ میں اللہ کا نام اور عظمت اور قانون الٰہی کا احیاء موجود ہے جو اس بات کی مکمل ضمانت ہے کہ لیبی مقنن نے قلب و نظر سے تحت الشعور اور تحت السطور میں بسم اللہ کا اقرار و اعتراف ضرور کیا ہے اور اس کا اظہار قانون کی دوسری سطر میں موجود ہے۔

کے موافق،

اور انقلابی کونسل کی اس قرارداد کے ماتحت جو ۹ رمضان ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو صادر ہوئی، جس میں ان کمیٹیوں کی تشکیل کا اعلان تھا جو موجودہ قوانین کی مراجعت کریں اور اسلامی شریعت کے اساسی (بنیادی) اصولوں کے مطابق اس کی تعدیل (ترمیم اور تبدیلی) کریں،

اور عقوبات و جنائی اجرائات (PENAL CODE — CRIMINAL LAW.) کے دونوں قانونوں سے آگاہی حاصل کرنے کے بعد جو ۱۱ ربیع الاول ۱۳۷۲ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۵۲ء میں صادر ہوئے،

اور اس اعلیٰ کمیٹی کے اعمال نہائیہ (آخری کاموں اور رپورٹوں) کی روشنی میں جو قوانین کے مراجعہ کے لئے انقلابی کونسل کی طرف سے ۹ رمضان ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۸ اکتوبر ۱۹۷۱ء کو بنائی گئی تھی،

اور وزیر عدل (انصاف) کے پیش کرنے اور مجلس وزراء کے پاس کرنے کے بعد،

..... یہ قانون صادر کیا جاتا ہے۔

باب اول

حد سرقہ سے متعلق احکام

دفعہ ۱

وہ ضروری شرطیں جن کا پورا ہونا اس سرقہ کے لئے ضروری ہے جس پر حد نافذ ہو گی۔

مادہ نمبر ۳ کے احکام کی مراعات کے ساتھ، یہ شرطیں اس سرقہ کے لئے ضروری ہیں جس پر حد نافذ ہوگی،

۱۔ یہ کہ مجرم عاقل ہو، کامل ۱۸ سال ہجری اس کی عمر ہو، مختار ہو، محتاج یا مضطر[1] نہ ہو

---

(۱) مضطر و محتاج فقہی لفظ ہیں جو ضرورت و حاجت کے فرق کو واضح کرتے ہیں، اضطرار اس مجبوری اور بھوک کی حالت کو کہتے ہیں جس میں سور اور حرام اشیاء تک کھانی جائز ہو جاتی ہیں۔ ایسی (باقی اگلے صفحہ پر)

۲۔ مجرم مال حاصل کرے چھپ کر، اپنی ملکیت بنانے کے قصد سے۔
۳۔ یہ کہ مسروقہ مال منقول ہو، متمول[1] ہو (مالیت رکھتا ہو)، محترم[2] ہو، کسی دوسرے کی ملک ہو، حرز[3] (محفوظ جگہ یا حفاظت) میں ہو، اس کی قیمت چوری کے وقت دس دینار

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) صورت میں حد کا قیام اجماع سے نہیں ہوگا، حاجت ضرورت اور اضطرار سے کم ہے لیکن سخت حاجت کی صورت میں بھی قطع نہ ہوگا کہ حدود شبہات سے ختم ہوجاتی ہیں، اس سلسلے میں متقدمین نے آسان قول لیا ہے اور یہ صحیح ہے کیونکہ اسلام میں کسی بھی محتاج شخص کی حاجت پوری کرنا حکومت پر، پھر اقربا پر، پھر پڑوسیوں پر اور پھر ساری سوسائٹی کے افراد پر واجب ہے، اس موضوع کی مزید تفصیل بعد کو کی جائے گی۔

(۱ و ۲) امام مالک کے مذہب میں مال مسروقہ میں نصاب کے بعد تین بنیادی شرطیں اور ہیں، قرطبی نے لکھا ہے (۲۔ ۱۶۸) "مما یتمول ویتملک ویحل بیعہ" حاشیہ العدوی میں ہے (۲۔ ۳۰۵۔ ۳۰۶) "مما ینتفع بہ محترما" متمول سے مراد یہ ہے کہ مالیت رکھتا ہو بعض چیزیں شرعاً مالیت نہیں رکھتیں، اور بعض کی مالیت کے بارے میں اختلاف ہے، جیسے سور، شراب، اس کے برتن، گانے بجانے کے آلے وغیرہ۔ بعض چیزیں مالیت رکھتی ہیں لیکن نفع نہیں پہنچا سکتیں جیسے وہ گدھا جو عالم نزع میں ہو، یا وہ حقیر و تافہ چیزیں جو دارالاسلام میں سب کے لئے حلال ہوں، یتملک سے مراد یہ ہے کہ اس کو اپنی ملکیت بنانا مسلمان کے لئے جائز ہو، محترم کے معنی ہیں کہ مسلمان کے لئے اس کا فروخت کرنا جائز ہو۔ بعض چیزیں وہ ہیں کہ مالیت بھی رکھتی ہیں، ملکیت بھی جائز ہے، حلال ہیں لیکن فروخت کرنا جائز نہیں جیسے قربانی کا گوشت، اس سلسلے کے جزوی فقہی مسائل تفصیلی مضمون میں بیان کروں گا۔

(۳) حرز کے معنی ہیں محفوظ ہونا یا محفوظ جگہ میں ہونا، کیونکہ حرز کی دو قسمیں ہیں ۱۔ حرز بالمکان یا حرز بنفسہ ۲۔ حرز بالحافظ، ان کی تعریفات، اور ائمہ فقہ کے نزدیک حدیں اور باریکیاں فقہی طور پر، بہت ہیں جو سرقہ و حرابہ سے متعلق تفصیلی مضمون ہی میں پیش کی جائیں گی۔

لیں سے کم نہ ہو[۴۲]

دفعہ ۲

سرقہ کی حد

اگر وہ ساری شرطیں جو دفعہ نمبر۱ میں بیان ہوئی ہیں پوری ہوں تو سارق پر حد نافذ ہوگی اور اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔

دفعہ ۳

وہ صورتیں جن میں حد سرقہ نافذ نہ ہوگی۔

حد سرقہ کی تطبیق ان صورتوں میں نہ ہوگی جن میں مجرم کے لیے کوئی شبہ موجود ہو، جیسے حسب ذیل اشیاء:

۱۔ اگر چوری عام جگہوں (دفتروں، کارخانوں، دکانوں وغیرہ) میں سے کام کے دوران ہوئی ہے، یا کسی بھی ایسی جگہ سے جہاں مجرم کو داخل ہونے کی اجازت ہے اور مال مسروقہ محرز محفوظ جگہ یا حفاظت میں نہیں ہے۔

۲۔ اگر چوری اصول (باپ دادا) یا فروع (بیٹا پوتا) کے درمیان یا میاں بیوی یا محارم کے درمیان ہوئی ہے[۴۳] قریبی رشتہ دار جیسے چچا، خالہ وغیرہ، یہ بھی امام ابوحنیفہ رح کا قول ہے۔

۳۔ اگر مسروقہ مال کا مالک مجہول (غیر معلوم) ہے

۴۔ اگر مسروقہ مال کا مالک مجرم کا مقروض ہو، اور ادائیگی میں ٹال مٹول کر رہا ہو یا انکار کرتا ہو اور ادائیگی قرض کا وقت نکل چکا ہو، سرقہ سے قبل، اور مجرم نے جس مال پر قبضہ

---

(۴۲) یہ ابراہیم نخعی رح کا قول ہے، توضیحی یادداشت میں اس کا ماخذ، وضاحت اور تاویل پیش کی گئی ہے، اور مزید اس کی تشریح و توضیح راقم تبصرہ والے مضمون میں پیش کرے گا، کیونکہ یہ ائمہ اربعہ کے قول سے معارض ہے، اور نصاب سرقہ سے متعلق دوسرے ائمہ فقہ و علمائے امت کے اقوال بھی تفصیل کے ساتھ پیش کرے گا۔

کیا ہو وہ اس کے حق کے برابر ہو یا اس سے زیادہ ہو لیکن یہ زائد مال اس کے گمان میں نصاب تک نہ پہنچتا ہو۔[1]

۵۔ اگر مسروقہ چیز درخت پر موجود پھل ہوں یا اس کے مشابہ زرعی چیزیں جو کٹی ہوئی نہ ہوں، اور ان میں سے مجرم نے کھالیا ہو، لیکن ساتھ لے کر نہ گیا ہو۔

۶۔ اگر مجرم سرقہ کے جرم میں شریک ہو دوسروں سے اتفاق، ابھارنے اور مساعدت کی حد تک، جب تک کہ اس کی مساعدت اور مدد اس حد تک نہ پہنچے کہ وہ براہ راست مجرم کے دائرہ میں آجائے۔

۷۔ اگر مجرم مال مسروقہ کا مالک بن جائے سرقہ کے بعد[2]، اور دعوے میں آخری فیصلہ صادر ہونے سے قبل۔

۸۔ اگر مجرم کئی ہوں کسی ایسے سرقہ میں جو ان سب کے تعاون کے بغیر ممکن نہ ہو، اور ان میں سے ہر ایک کے حصہ میں (مال مسروقہ میں سے) نصاب سے کم رقم آئی ہو۔

۹۔ اگر کسی ایسی جگہ سے سرقہ ہوا جہاں سارق کی ملکیت کا شبہ ہوتا ہے، جیسے کسی مشترکہ کمپنی سے یا کسی وقف میں سے اپنے مستحق حق کا، یا جیسے بیت المال یا مالِ غنیمت میں سے[3]۔

---

(۱) راقم قانون کی اہم اور مخصوص دفعات پر حاشیہ لگا رہا ہے، ورنہ ہر موضوع پر فقہی اقوال موجود ہیں، اس مسئلہ اور اس جیسے تمام جزوی اختلافات والے مسائل کو ترتیب وار تبصرہ والے آخری مضمون میں بیان کیا جائے گا

(۲) کسی بھی طریقہ سے مال مسروقہ اس کی ملکیت بن جائے جیسے یہ مال اس کو ہدیہ کر دیا جائے یا ہبہ کر دیا جائے یا فروخت کر دیا جائے یہ قول صرف امام ابوحنیفہ کا ہے، اور اکثر اقوال کی طرح لیبی مقنن نے یہ قول بھی امام صاحب کے قول سے اخذ کیا ہے۔

(۳) یہ قول بھی حنفی فقہ سے اخذ کیا گیا ہے، مالکی مذہب میں بیت المال کی چوری پر (باقی اگلے صفحہ پر)

یہ تمام احوال جو اوپر بیان کئے گئے ہیں، (لیبی) قانون عقوبات یا کسی قانونی چارہ جوئی کو معطل نہیں کر سکتے اور نہ خلل ڈال سکتے یعنی قطع نہ ہونے کی صورت میں موجودہ کریمنل لا کے مطابق تعزیری سزائیں باقی رہیں گی، شبہ کی صورت میں بالکل معافی نہیں ہو جائے گی، اور قانون عقوبات نافذ رہے گا۔

باب دوم
حد حرابہ سے متعلق احکام

دفعہ ۴

حرابہ کا جرم اور وہ واجب شرطیں جن کی موجودگی میں حد نافذ ہوگی۔

۱۔ حرابہ کا جرم حسب ذیل دو صورتوں میں پورا ہوگا:

(الف) کسی دوسرے کے مال پر مغالبۃ (زبردستی، غلبہ اور قوت کے ساتھ) قبضہ کرنا[1]

(ب) عام لوگوں پر قطع طریق کرنا (قافلہ لوٹنا) اور لوگوں کو چلنے سے روکنا ڈرانے اور دھمکانے کے قصد سے۔

۲۔ ان دونوں صورتوں میں یہ شرط ہے کہ ہتیار استعمال کئے گئے ہوں یا کوئی ایسی چیز جو جسمانی اذیت اور ڈرانے دھمکانے کے قابل ہو۔

۳۔ اگر حرابہ آبادی میں ہو تو غوث (مدد) پہنچ سکنے کا امکان بھی ایک شرط ہوگی۔

۴۔ یہ ضروری ہے کہ مجرم عاقل ہو، اٹھارہ سال ہجری پورے کر لیے ہوں، مختار ہو مضطر

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بالاتفاق قطع ہوگا، مالِ غنیمت میں سے ابن قاسم کے قول کے مطابق ہر صورت ہوگا، عبدالملک کے نزدیک اپنے حق سے تین درہم زیادہ لینے کی صورت میں، لیکن اگر ہی نہیں ہے تو پھر مالکی مذہب میں بالاتفاق قطع ہوگا۔

(۱) حرابہ کی فقہی تعریفات اور تفصیلات مفصل معروضہ میں پیش کی جا رہی

نہ ہو۔

دفعہ ۵

حد حرابہ

محارب پر حد حسب ذیل طریقے سے نافذ ہوگی۔

(الف) قتل کیا جائے گا اگر اس نے قتل کیا، مال پر قبضہ کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

(ب) دایاں ہاتھ اور بایاں پیر کاٹا جائے گا اگر صرف مال پر قبضہ کیا ہے اور قتل نہیں کیا ہے۔

(ج) جیل دی جائے گی اگر اس نے راستے میں ڈرایا اور دھمکایا ہے[1]۔

دفعہ ۶

(۱) حد حرابہ توبہ سے ساقط ہو جائے گی، اگر مجرم اس پر قبضہ حاصل ہونے (پکڑے جانے) سے پہلے توبہ کرلے، اور یہ ان دونوں حسب ذیل طریقوں سے ممکن ہے۔

(الف) اگر مجرم اپنا جرم مسئولین (حکومت اور پولیس وغیرہ) کے علم میں آنے سے قبل ہی چھوڑ دے اور اپنے اس فعل کی اطلاع توبہ کے اعلان کے ساتھ کسی طرح بھی نیابۃ عامہ (PUBLIC PROSCUTOR) تک پہنچا دے۔

---

(۱) آیت حرابہ میں لفظ "او" کی تفسیر وتشریح میں علماء کا اختلاف ہے کہ آیا اس میں امام کو اختیار دیا گیا ہے کہ بیان کردہ سزاؤں میں جو چاہے دے یا اس لفظ میں جرم کی تنویع مقصود ہے، یعنی جرم کی مختلف صورتیں ہیں اور ان میں مختلف احکام بیان کئے گئے ہیں اور یہی احناف کا قول ہے، مقنن نے تینوں شکلیں تحدید کے ساتھ اسی طرح لی ہیں، اور "نفی" بھی احناف کے قول سے اخذ کی گئی ہے جس کے معنی شہر بدر یا جلا وطن کرنے کے لغوی معنی کے بجائے مجازی اور اصطلاح شرع میں حبس اور قید کے معنی لیے گئے ہیں، چوتھی شکل یہ ہوسکتی ہے کہ چوری بھی کی اور قتل بھی کیا مقنن نے اسے (الف) میں بیان کیا ہے، اس کی اور اس موضوع کی تفصیل بعد کو بیان کی جائے گی۔

(ب) اگر وہ خود اختیاری طور پر اطاعت کے ساتھ اپنے آپ کو پولیس یا نیابہ عامہ کے حوالے کر دے، اس پر قابو پائے جانے (گرفتاری) سے پہلے۔

(۲) توبہ کے ذریعہ حد حرابہ ساقط ہو جانے سے جن پر زیادتیاں ہوئی ہیں ان کے حقوق معاف نہیں ہو سکتے، جیسے قصاص، دیت وغیرہ، اسی طرح وہ سزائیں اور تعزیرات بھی جو قانون عقوبات (لیبیہ) میں موجود ہیں ان جرائم سے متعلق جن کی سزا موجود ہے۔

دفعہ ۷

توبہ جو حد حرابہ کو ساقط کرے گی اس کی تحقیق کے طریقے

۱۔ اگر مجرم نے دفعہ بالا کی رو سے اپنی توبہ کا اعلان کیا تو نیابۃ عامہ اس واقعہ کی تحقیق کرے گی، اور ان شرطوں کی چھان بین بھی جو ساقط کرتی ہیں۔

۲۔ اگر تحقیق سے یہ ثابت ہوا کہ مجرم ایسے جرموں کا مرتکب ہے جن پر قانونی طور سے وہ سزا کا مستحق ہے، یا اس پر ایسے حقوق واجب ہوتے ہیں جو جن پر زیادتی ہوئی ان کا حق ہیں جیسے قصاص، دیت یا مال کا ضمان، یا ان میں سے کسی چیز کے بارے میں شک پیدا ہوا تو نیابہ عامہ ان اوراق کو ان معاملت سے متعلق عدالت میں پیش کرے گی تاکہ ان پر فیصلہ صادر ہو۔

۳۔ لیکن اگر تحقیق کے بعد ان مذکورہ بالا چیزوں میں سے کوئی چیز ثابت نہیں ہوئی تو پھر نیابہ عامہ یہ فیصلہ کرے گی کہ وہ مجرم جس نے گرفتاری سے قبل توبہ کر لی ہے اس کے خلاف دعویٰ پیش کرنے کی کوئی ضرورت نہیں۔

باب سوم

مشترک احکام (یعنی سرقہ اور حرابہ سے متعلق مشترک احکام جو اس قانون میں بیان ہو رہے ہیں)

دفعہ ۸

اس مجرم کی سزا جس کی عمر اٹھارہ سال سے

کم ہو۔ (۱)

وہ استثنار جو دفعہ نمبر ۱۴ میں وارد ہے جس کی رو سے مجرم پر دونوں جرموں میں اگر اٹھارہ سال ہجری سے کم عمر ہے تو اس پر حد نافذ نہیں ہوگی اور اس کی تعزیر حسب ذیل طریقہ سے ہوگی

---

(۱) سرقہ اور حرابہ دونوں حدود میں مقنن نے حد نافذ ہونے کی عمر کامل اٹھارہ سال ہجری رکھی ہے، ان دونوں موقعوں پر راقم نے حاشیہ نہیں لگایا تھا کیونکہ اس جگہ یہ مناسب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ مسلمان تکالیف شرعیہ کا مکلف بالغ ہونے کے بعد ہوتا ہے، یعنی اوامر الٰہیہ کی اتباع پر ثواب، نواہی کے ارتکاب پر گناہ، اسی طرح حدود و قصاص وغیرہ جیسی قانونی چارہ جوئیاں بھی اسی وقت ہوتی ہیں لیکن بلوغ سے قبل بھی تعزیر و تادیب کا حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ اس طرح بچپن ہی سے شعور اور لاشعور دونوں میں اوامر الٰہیہ کی اتباع کا جذبہ اور شریعت مطہرہ پر عمل پیرا ہونے کی عادت پیدا ہو جائے، نماز جوان ہونے کے بعد فرض ہے لیکن سات برس کی عمر میں اس کا حکم دینا اور دس سال کی عمر میں تنبیہ و تادیب کرنا اسی لئے ضروری ہے کہ نماز اس کی عادت ثانیہ بن جائے، اسی طرح بلوغ سے پہلے کیے گئے جرم جیسے چوری، ڈاکہ اور قتل وغیرہ پر حدود و قصاص تو نافذ نہیں ہوگا کیونکہ شرعی و عقلی طور پر مجرم ابھی مکلف نہیں ہوا ہے لیکن اس کی تادیب و تنبیہ و تعزیر از حد ضروری ہے کیونکہ مکلف ہو جانے کے بعد خدانخواستہ یہ جرائم اس کی فطرت و عادت ثانیہ نہ بن جائیں۔

اس میں کسی کا اختلاف نہیں کہ تکالیف شرعیہ بالغ ہونے کے بعد شروع ہوتی ہیں اور بلوغ کی اصلی علامت مرد کے لئے انزال و احتلام اور عورت کے لئے حیض ہے، لیکن یہ چیزیں ایسی ہیں کہ ایک طرف تو ان کا علم دوسروں کو ممکن نہیں، مجرم اس سے انکار کر سکتا ہے، دوسری بات یہ کہ جس کے بلوغ کا علم نہ ہو یا مقررہ متعدد فقہی علامتوں میں سے کوئی اس میں نہ پائی جائے تو کیا وہ کسی عمر میں بھی تکالیف شرعیہ کا مکلف نہ ہوگا؛ اس سلسلے میں علماء کے بہت سے اقوال ہیں (باقی اگلے صفحہ پر)

۱۔ اگر اس نے سات سال پورے کر لئے ہیں لیکن پندرہ سال مکمل نہیں ہوئے ہیں تو تعزیر، توجیہ، نصیحت اور سخت کلامی کے ذریعہ کی جائے گی، اور اگر وہ دس سال سے زیادہ ہے تو اس کی تعزیر ضرب سے بھی کی جا سکتی ہے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) یہاں اختصار کے ساتھ اتنا کہنا چاہتا ہوں کہ ایسی صورت میں امام ابو یوسف ومحمد، امام شافعی واحمد وغیرہ نے مرد وعورت دونوں کے لئے مکمل پندرہ سال کی عمر رکھی ہے، ایک روایت میں امام ابوحنیفہ کا بھی یہی قول نقل ہوا ہے، مفسر قرطبی مالکی نے امام مالک اور امام ابوحنیفہ کا یہ قول بھی نقل کیا ہے کہ سترہ سال کی عمر ہے، اس سلسلے میں جو حنفی مراجع راقم نے دیکھے ان میں مجھے یہ قول نہیں ملا لیکن میں نے استقصار نہیں کیا ہے اس لئے نفی کی پوزیشن میں نہیں ہوں، ہاں امام اعظم کا قول ایسی لڑکی کے سلسلے میں جس کے بلوغ کی دوسری علامتیں ظاہر نہ ہوئی ہوں سترہ سال ہے، لیکن لڑکے کے سلسلے میں یہ قول راقم کی نظر سے نہیں گذرا۔ قرطبی نے امام مالک کا سترہ سال والا قول اور یہ قول کہ جب اس کی آواز بھاری ہو جائے نقل کیا ہے اور اٹھارہ سال والے قول کی طرف اشارہ نہیں کیا، لیکن امام ابوحنیفہ کے دو قول اور نقل کیے ہیں، انیس سال اور اسے مشہور بتایا ہے، دوسرا اٹھارہ سال، فقہ حنفی کے عظیم مرجع شمس الائمہ ابوبکر السرخسی نے بھی لڑکے کے سلسلے میں دو قول نقل کیے ہیں اور انیس سال والی روایت کو اصح لکھا ہے، لیکن فقہ حنفی کے دوسرے مراجع اور ابحاث کی رو سے امام صاحب کا مشہور قول اٹھارہ سال ہی ہے، اس کی تاویل بعض حضرات نے یہ کی کہ انیسواں سال شروع ہو جائے لیکن فی الحقیقت یہ تاویل صحیح نہیں، بلکہ یہ دو مختلف روایتیں امام صاحب سے منقول ہیں، کیونکہ بعض روایتوں میں یہ لفظ بھی موجود ہے کہ تا آنکہ انیس سال پورے ہو جائیں۔ قرطبی نے امام مالک کا اٹھارہ سال والا قول نقل نہیں کیا لیکن فقہ مالکی میں بھی یہی قول مشہور و معتبر ہے، بلغۃ السالک لاقرب المسالک الی مذاہب الامام مالک میں

(بقیہ اگلے صفحہ پر)

۲۔ اگر اس نے پندرہ سال پورے کر لیے ہیں تو سرقہ کے جرم میں اس کی تعزیر ضرب (مارپیٹ) کے ذریعہ ہوگی اور حرابہ کے جرم میں اس کی تعزیر ضرب سے بھی ہو سکتی ہے، اور قانونی اصلاحیہ (تربیت و اصلاح کے لئے بنائی گئی سرکاری تربیت گاہ یا جیل) میں رکھ کر بھی کی جا سکتی ہے۔

۳۔ جو دو صورتیں مذکورہ بالا دو بندوں میں پیش کی گئی ہیں۔ ان سے متعلق اگر (اٹھارہ سال سے کم عمر والے مجرم سے) جرم دوبارہ صادر ہو تو مجرم پر ایسی ضرب کا حکم لگایا جائے گا جو اس کی عمر کے مناسب ہو، اور اگر وہ دس سال سے اوپر ہے تو اس کو اصلاحی جیل میں رکھے جانے کا فیصلہ کیا جائے گا۔

۴۔ اور دونوں مخصوص حدیں (سرقہ و حرابہ) تکرار کی صورت میں اس قانون میں ایک ہی حکم رکھتی ہیں۔

۵۔ اس دفعہ میں جو تعزیرات (سزائیں) بیان کی گئی ہیں وہ محض تادیبی کاروائیاں ہیں۔

دفعہ ۹

سرقہ اور حرابہ کے جرم کی نوعیت

سرقہ اور حرابہ کے دونوں جرم جن پر حد نافذ ہوگی وہ اس قانون کے احکام کے

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) بلوغ کی پانچ علامتیں باب الحجر کے آخر میں بیان ہوئی ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے "عمر کا اٹھارہ سال ہونا"۔ مزید اس موضوع کی تفصیل، اقوال اور دلائل انشاء اللہ تفصیلی مضمون میں بیان ہوں گے۔ لیبی مقنن نے امام مالک و امام ابوحنیفہ کے مشہور قول کے مطابق اور احتیاط کی خاطر اٹھارہ سال مقرر کیے ہیں، اور تکلیف قانونی کی عمر اکثر قوانین جدیدہ میں بھی یہی رکھی جاتی ہے، لیکن اس فرق کے ساتھ کہ اسلامی شریعت قمری سال سے حساب لگاتی ہے اور وضعی قوانین شمسی سال سے۔

مطابق ثابت ہوں گے۔

دفعہ ۱۰

ثبوت

۱۔ اس قانون کی دفعہ نمبر ۱ و ۳ میں بیان کئے ہوئے دونوں جرم عدالت کے سامنے ایک دفعہ اعتراف سے ثابت ہوجائیں گے یا دو شخصوں[1] کی گواہی سے، لیکن مجنی علیہ (جس پر زیادتی کی گئی) کا شمار گواہوں میں نہیں کیا جائے گا، حرابہ میں وہ گواہ ہوسکتا ہے بشرطیکہ دوسرے کے حق میں گواہ ہو۔

۲۔ مجرم اپنے اعتراف سے انکار کرسکتا ہے، آخری فیصلے کے صادر ہونے سے قبل، اس صورت میں حد ساقط ہوجائے گی اگر اس کا ثبوت صرف مجرم کے اقرار سے ہوا ہے[2]۔

---

(۱) دو شخصوں سے مراد دو مرد ہیں، کیونکہ ائمہ اربعہ کے اتفاق سے عورت کی گواہی حدود میں مقبول نہیں ہے، لیبی مقنن نے اس کی طرف اشارہ توضیحی یادداشت میں کیا ہے، اور اس کی نقلی و عقلی حکمت اور گواہوں کی شروط تفصیلی مقالے میں بیان کروں گا۔

(۲) کیونکہ اقرار و اعتراف کی صورت میں کوئی گواہی سرے سے موجود ہی نہیں ہے اور مجرم کے انکار کے بعد جرم کے اثبات کی بنیاد ہی منہدم ہوجاتی ہے، فقہ کا یہ واضح مسئلہ ہے کہ انکار اور اعتراف سے رجوع حدود کے بارے میں صحیح اور مقبول ہوگا مال کے بارے میں نہیں، یعنی مال کا ضمان دینا پڑے گا، لیکن حد کیونکہ چھوٹے سے شبہ سے بھی ساقط ہوجاتی ہے اس لیے ایسے بڑے شبہ سے یعنی جرم کے ثبوت ہی نہ نکلنے کی صورت میں کیسے ساقط نہ ہوگی؟ یا کس طرح شبہ کی موجودگی میں نافذ ہوسکتی ہے؟ کیا اس کے بعد بھی کوئی .... یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ شریعت اسلامیہ نے مجرم پر ظلم و تشدد کیا ہے اور اسے قانونی سہولتیں پوری مہیا نہیں کی ہیں کیونکہ اعترافِ ظلم و ستم کے ذریعے یا جھوٹ بھی پولیس کی طرف سے گھڑا جاسکتا ہے۔

اور حد کے ساقط ہونے سے وہ تعزیرات ساقط نہ ہوں گی جو اس دفعہ کے بند نمبر ۳ میں آگے آرہی ہیں۔

۳۔ اور ان قانونی تعزیرات (سزاؤں) کی تطبیق ہوگی جو عقوبات کے قانون میں منصوص ہیں[1]، ایسے شخص کے لئے جس کے بارے میں اس دفعہ میں بیان کی گئی شرعی دلیل ثابت نہ ہو، یا اس مجرم کے حق میں جس نے اپنے اعتراف سے انکار کیا ہو، اور یہ اس صورت میں جبکہ جج جرم کے ثبوت پر کسی بھی دوسری دلیل یا قرینے سے قانع ہو۔

دفعہ ۱۱

ابتدا (جرم کی ابتدا اور اس کو شروع کرنے کی سزا، یعنی جرم مکمل نہ ہونے کی صورت میں)

۱۔ (لیبی) قانون عقوبات کے احکام اس جرم کے شروع کرنے کے بارے میں ساری المفعول ہوں گے جن میں حد نافذ ہوگی[2]۔

۲۔ ابتدا کرنے کی سزا دونوں جرموں میں اس قانون کے مطابق طے کی جائے گی جو قانون عقوبات (لیبیہ) کی دفعہ نمبر ۶۰ و ۶۱ میں وارد ہے اور یہ اس طرح کہ اس جرم پر جو سزا

---

(۱) لیبی مقنن نے جج کو یہ آزادی دی ہے کہ اس پر جرم کی حقیقت مجرم کے اعتراف کے بعد کیے گئے انکار کے بعد اگر کسی طرح بھی واضح ہوجائے تو وہ اس کو دوسری سزائیں قانونی طور پر دے سکتا ہے، یہ اسی قاعدہ کے ماتحت کہ حدود تو ساقط ہوجائیں گی لیکن ضمان مالی یا دوسری تعزیرات ثبوت کے کسی قرینے کی رو سے بھی باقی رہ سکتی ہیں، قانون عقوبات لیبیہ میں ایسی صورتوں میں بیان کی ہوئی جن سزاؤں کی طرف مقنن نے اشارہ کیا ہے، راقم تفصیلی مضمون میں ان کو قانونِ عقوبات سے نقل کرے گا۔

(۲) راقم قانون عقوبات لیبیہ کی دفعہ ۶۰ و ۶۱ کا ترجمہ بھی انشاء اللہ تفصیلی تبصرہ میں کرے گا۔

قانون مشار الیہ میں مقرر ہے وہی نافذ ہوگی۔[1]

دفعہ ۱۲

جرائم اور سزائیں متعدد ہونے کی صورت میں

۱۔ اگر مجرم کے جرم ایک دوسرے سے مربوط ہوں یا کئی ہوں ایسے جن پر حد نافذ ہوتی ہو تو اس طرح سزا دی جائے گی۔

(الف) اگر سزائیں ایک ہی جنس کی ہیں اور مقدار میں بھی برابر ہیں تو ایک ہی سزا دی جائے گی۔

(ب) اگر سزائیں تو متحد الجنس ہیں لیکن مقدار میں تفاوت ہے تو ان میں سے سخت ترین سزا دی جائے گی۔

(ج) اگر سزائیں مختلف الجنس ہیں تو سب کی سب دی جائیں گی۔

۲۔ اگر مجرم کی طرف منسوب جرموں میں بعض ایسے دوسرے جرائم بھی ہیں جن کی سزا قانون عقوبات (لیبیہ) میں یا کسی اور قانون کے ماتحت موجود ہے تو حدود سابقہ بند کے ماتحت نافذ ہوں گی، لیکن دوسرے جرائم پر دی گئی سزائیں بھی معاف نہیں ہوں گی۔

۳۔ قتل کی سزا (موت کی سزا) چاہے وہ حد کی وجہ سے ہو یا قصاص کی صورت میں یا تعزیر کی شکل میں ساری دوسری سزاؤں کو ختم کر دے گی۔[2]

---

(۱) یعنی حد اس وقت نافذ ہوگی جب اس کے نفاذ کی تمام شرطیں پوری ہوں لیکن شروع کرنے اور جرم مکمل نہ ہونے کی صورت میں شرعاً حد نافذ نہ ہوگی، کیوں؟ اس کی فقہی تفصیل تفصیلی مضمون میں "حرزہ" سے متعلق بحث میں کروں گا۔ ایسی صورت میں مجرم کو بالکل معاف نہیں کیا جائے گا بلکہ قانون عقوبات لیبیہ کے ماتحت سزا دی جائے گی۔

(۲) سزا کی ان بیان کردہ قانونی شکلوں میں سے بعض اکثر فقہاء میں متفق ہیں اور بعض میں معمولی اختلاف ہے جن کی تفصیل اس مختصر مقالہ میں چنداں ضروری نہیں، تفصیلی مضمون ہی اس کا متحمل ہو سکے گا۔

دفعہ ۱۳

دوبارہ جرم کی صورت میں

۱۔ اگر مجرم نے ایسا جرم دوبارہ کیا جس پر اسے ایک بار حد ہو چکی ہے، سرقہ یا حرابہ کی شکل میں تو قتل کے جرم کے سوا، اس کو سزا جیل کی دی جائے گی[1]، اور عقوبت کی مدت ختم ہونے سے پہلے اسے رہا بھی کیا جا سکتا ہے اگر اس کی توبہ ظاہر ہو، آگے آنے والی دفعہ (نمبر ۱۴) کے احکام کی روشنی میں۔

۲۔ پھر اگر (تیسری بار) جرم کا اعادہ ہو تو اس کی سزا مؤبّد (تاحیات)

---

(۱) حرابہ کے سلسلے میں تکرارِ جرم کی صورت میں تو فقہائے کرام کے نزدیک دوبارہ قطع نہ کیے جانے پر اتفاق ہے، لیکن دوبارہ چوری کرنے کی صورت میں مذاہبِ اربعہ میں دوبارہ بھی قطع ہے، لیبی مقننین نے مالکی عالم وفقیہ ابن عربی کے بیان کردہ اور تفسیر قرطبی میں بھی ابن عربی ہی کے حوالہ سے منقول، تابعی حضرت عطاء کا قول یہ نقل کیا ہے اور اسی کو آسانی کی خاطر قبول کیا ہے، مختصراً یہ عرض کرنا ہے کہ آسان قول مذاہب اربعہ میں احناف وحنابلہ کا ہے، یعنی دوسری بار بایاں پیر کاٹا جائے گا لیکن تیسری بار قطع نہ ہوگا، اس کی شرعی دلیل مضمون میں دی جائے گی، استنباط وقیاس کے طور پر حرابہ میں ایک پیر اور ایک ہاتھ کٹنے کے بعد پھر قطع نہ ہونا بھی ایک نظیر یا عقلی دلیل کا کام دے سکتا ہے، دوسرے مذاہب میں تیسری بار چور کا بایاں ہاتھ اور چوتھی بار دایاں پیر کاٹا جائے گا، اور بھی اقوال اس سلسلے میں موجود ہیں، اس مسئلہ کی مکمل تفصیل اور ائمہ فقہ کے دلائل کتاب وسنت اور اقوال صحابہ کی روشنی میں تبصرہ میں پیش کروں گا، کیونکہ یہ مسئلہ بھی مسئلہ نصاب کی طرح مذاہب اربعہ سے اخذ نہیں کیا گیا ہے۔

جیل ہوگی۔(۱)

(باقی)

---

(۱) احناف کے نزدیک جب تیسری دفعہ قطع نہیں ہے تو سجن موبّد ہے، لیکن اس کے ساتھ بھی توبہ کی شرط موجود ہے، شرح فتح القدیر میں ہے: "فان سرق ثالثاً لا یقطع بل یعزر و یخلد فی السجن حتی یتوب او یموت" (۴ - ۲۴۸) یعنی مقنن نے توبہ کی یہ شرائط فقہ حنفی کی رو سے دوسری بار کے جرم میں لی ہیں جن کی تفصیل آگے آرہی ہے، اور تیسری بار کی صورت میں سجن موبّد کی شکل اختیار کی ہے، اور توبہ یعنی دنیاوی معافی اور جیل سے رہائی کی شرط ساقط کر دی ہے تاکہ چور کے لئے دوسری بار چوری کرنے میں عدم قطع کی جو آسانی فراہم کی گئی تھی اس کا وہ ناجائز فائدہ نہ اٹھائے خدا کے دربار میں معافی تو ہر وقت ممکن ہے، مقنن نے اس طرح مزید چوری کا دروازہ بالکل بند کر دیا۔

اخبار التنزیل

قرآن اور حدیث کی پیشین گوئیاں

تالیف: مولانا الحاج محمد اسماعیل صاحب سنبھلی

اس کتاب میں قرآن پاک اور فرمودات نبوی کی پیشین گوئیاں پر اثر انداز میں جمع کر دی گئی ہیں، قرآن مجید اخبار غیب کا حامل ہے اس کی یہی خصوصیت اس کے کلام الٰہی ہونے کے دلائل میں ایک روشن دلیل بلکہ برہان قاطع ہے۔ ان کے مطالعہ سے ایمان میں تازگی، پختگی اور قرآن کے کلام الٰہی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت میں یقین و اذعان پختہ ہوگا۔ تقطیع متوسط ۲۲×۱۸/۸ صفحات ۱۴۴

قیمت بلا جلد -/۵ مجلد -/۶

ملنے کا پتہ: ندوۃ المصنفین اردو بازار جامع مسجد دہلی